تبصرہ: ذوالکفل بخاری

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم:

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی لکھتے ہیں……

’’جو شخص بھی فنِ تدریس سیکھنا چاہے اور وہ اسالیب تدریس کے چناؤ، وسائل تعلیم کے انتخاب اور آدابِ تعلیم کے سلسلے میں کوئی مثالی نمونہ پالینے کی خواہش رکھتا ہو……وہ نبی کریم ﷺ ایسا عظیم نمونہ کہیں اور حاصل نہیں کر سکتا۔‘‘ (ص ۴۹)

ساڑھے چار سو سے زائد صفحات پر پھیلی یہ نہایت دل کش اور دیدہ زیب کتاب ڈاکٹر صاحب کے اس ’’عقیدے‘‘ کی دل پذیر شرح ہے۔ کہنے کو تو مسلمان کہلانے اور محبتِ رسول (ﷺ) کا دم بھرنے والے ہر ہر فرد کا عقیدہ یہی ہونا چاہیے لیکن ہم میں سے کتنے ہوں گے کہ جنہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ ایک لمحے کے لیے دل پر ہاتھ رکھ کر، نہایت دیانت داری سے اپنے ’’آئیڈیل‘‘ کا نام لیں، تو زبان بے اختیار ’’محمد‘‘ (ﷺ) پکار اُٹھے۔ لیکن وہ جو صرف ان کا نام لیں ’جو صرف انہی کا دم بھریں، وہ کتنے ہوں گے؟

ڈاکٹر فضل الٰہی، ایک یونی ورسٹی میں استاد ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ عربی اور اردو پر یکساں دسترس رکھتے ہیں۔ ایک تعارف یہ بھی ہے کہ وہ مرحوم ومغفور علامہ احسان الٰہی ظہیر کے برادرِ حقیقی ہیں۔ زبان کی صفائی، بیان کا سلجھاؤ، عالمانہ متانت اور معلمانہ سبھاؤ……ان کے اسلوبِ نگارش کی مابہ الامتیاز خصوصیات ہیں۔ جملوں کی ساخت البتہ چغلی کھاتی ہے کہ ان کے لکھنے کی بلکہ سوچنے کی زبان اب عربی ہے۔ عربی کی آمد، اردو میں ترجمہ ہو کر آورد ہو جائے تو یہ اچنبھے کی بات نہیں۔ یہ کتاب بھی اصلاً عربی ہی میں لکھی گئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب نے دو سو سے زائد احادیث مبارکہ، موضوع سے متعلق منتخب کر کے، ان کی روشنی میں تعلیم اور تعلّم کے جملہ مراحل ومسائل، اسالیب وآداب اور اصول واحکام کا استنباط فرمایا ہے۔ چھیالیس عناوین پر پھیلا ہوا یہ مطالعۂ حدیث، اپنی نوعیت کی شاید اوّلین کاوش ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مدرسانہ مزاج اور منصب نے ایک خوبی یہ بھی پیدا کی ہے کہ کتاب کے آخر میں، بارہ نکاتی ’’خاتمہ‘‘ لکھ کر انہوں نے گویا پوری کتاب کے دریائے مباحث کو خلاصے کے کوزے میں بند کر دیا ہے۔ کتاب ایک اپیل پر ختم ہوتی ہے۔ ہم اس تبصرے کو بھی اسی اپیل پر ختم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

’’راقم السطور اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپیل کرتا ہے:

(۱) روئے زمین کے تمام اہل اسلام، بلکہ تمام بنی نوع انسان سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھیں،